129284-اسلامک سینٹر کے چئرمین کے پاس ایک نصرانی عورت کی شادی ہوئی کیا یہ عمل منصب سے معزول کرنے کا سبب بن سکتا ہے ؟

سوال

ہمارے علاقے کے اسلامک سینٹر نے ایک عیسائی عورت سے شادی کرر کھی ہے ، کیا یہ شخص ایک دینی راہنما کے منصب پر قائم رہ سکتا ہے کہ لوگ اس کی اقتداء کریں ؟

پسندیدہ جواب

اول :

شریعت
اسلامیہ میں کسی مسلمان کا اہل کتاب یہودی اور عیسائی کی عورتوں سے شادی کرنا
مباح ہے ؛ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{
کل پاکیزہ چیزیں آج تمہارے لیے حلال کی گئیں اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال
ہے ، اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے ، اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور جو لوگ تم
سے پہلے کتاب دیے گئے ہیں ان کی پاک دامن عورتیں حلال ہیں جب کہ تم ان کے مہر ادا
کرو ، اس طرح کہ تم ان سے باقاعدہ نکاح کرو یہ نہیں کہ علانیہ زنا کرو یا پوشیدہ
بدکاری کرو ، منکرین ایمان کے اعمال ضائع اور اکارت ہیں اور آخرت میں وہ ہارنے والوں
میں سے ہیں
{المآئدۃ
.(5)

اور
اہل کتاب کی اس عورت سے نکاح کرنا مباح ہے جو عفت و عصمت والی ہو بدکار نہیں .

مزید
تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (
2527) کا مطالعہ کریں .

دوم :

نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو حکم دیا ہے کہ وہ ایسی عورت کو بطور بیوی اختیار
کرے جو دین والی اور اخلاق کریمہ کی مالک ہو.

اسی
لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"چنانچہ
تم دین والی اختیار کرو تمہارا ہاتھ خاک میں ملے"

صحیح
بخاری حدیث نمبر(5090) صحیح مسلم حدیث نمبر(1466).

اسی
لیے اکثر علماء کرام نے اہل کتاب کی عورت سے مسلمان شخص کا شادی کرنا مکروہ قرار
دیا ہے، اور اس کے کئی ایک اسباب ہیں :

1
ایسی عورت سے شادی کرنے کا خدشہ جو عفت و عصمت کی مالک نہیں.

شقیق
بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ حذیفہ نے ایک یہودی عورت سے شادی کی تو عمر رضی اللہ
تعالی عنہ نے انہیں خط لکھا : کہ اسے چھوڑ دو، تو حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے انہیں
جواب دیا کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یہ حرام ہے تو میں اسے چھوڑ دیتا ہوں ؟

تو
عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا : نہیں میں اسے حرام خیال نہیں کرتا، لیکن مجھے
خدشہ ہے کہ ان میں بدکار عورتوں کے ساتھ شادیاں نہ کرنے لگو"

اسے
ابن جریر طبری نے تفسیر طبری(366/4) میں روایت کیا اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ
نے تفسیر ابن ابن کثیر(583/1) میں صحیح قرار دیا ہے.

2

اس چیز کا خدشہ کہ کہیں مسلمان مرد مسلمان عورتوں کو چھوڑ کر اہل کتاب کی عورتوں سے
ہی شادیاں نہ کرنے لگ جائیں.

عامر
بن عبد اللہ نسطاس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ طلحہ بن عبید اللہ نے یہودیوں کے ایک
سردار کی بیٹی سے شادی کی راوی کہتے ہیں کہ تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے انہیں
روکا لیکن انہوں نے اسے طلاق نہیں دی"

اسے
مصنف عبد الرزاق (79/6) میں روایت کیا گیا ہے.

ابن
جریر طبری رحمہ اللہ حذیفہ اور طلحہ رضی اللہ کے متعلق عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے
قول پر تعلیقاً کہتے ہیں :

"

طلحہ اور حذیفہ کا یہودی اور نصرانی عورت سے نکاح کرنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے
اس لیے ناپسند کیا کہ کہیں لوگ اس میں ان کی اقتداء اور پیروی نہ کرنے لگیں، اور
مسلمان عورتوں کو چھوڑ دیں اس لیے انہوں نے انہیں چھوڑنے کا حکم دیا" انتہی

دیکھیں : تفسیر الطبری (366/4).

3

اس طرح کی شادی کے نتیجہ میں بہت ساری خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، مثلا اولاد اور ان کے
عقائد کے متعلق پیش آمد خطرات اور جھگڑے کا پیدا ہونا.

اہل
کتاب کی عورتوں سے نکاح میں جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ان کو ہم سوال نمبر (
20227) کے جواب میں بیان کر
چکے ہیں آپ ان کی اہمیت کی وجہ سے اس کا مطالعہ ضرور کریں.

سوم :

علماء

رحمہم اللہ نے ایک قاعدہ اوراصول بیان کیا ہے کہ : جب مسلمان شخص کو ضرورت ہو تو اس
کے لیے مکروہ مباح ہوجاتا ہے"

اس

قاعدہ اوراصول کی تفصیل اور شرح اور مثالیں دیکھنے کے لیے آپ شیخ ابن عثیمین کی
کتاب "شرح منظومۃ اصول الفقہ و قواعدہ "صفحہ نمبر (62) کا مطالعہ کریں.

اس

بنا پر اسلامک سینٹر کے چیرمین نے جو کچھ کیا ہے وہ اصلا مکروہ ہے، لیکن ہم بعینہ
اس شخص پر حکم نہیں لگا سکتے کہ اس نے مکروہ کام کیا ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے اس کے
لیے ایسا کرنے کے اسباب ہوں، جو اس کراہت کے حکم کو ختم کرنے کا باعث ہوں.

فرض

کریں کہ اس نے کوئی مکروہ عمل کیا ہے تو بھی اس نے کوئی حرام کام تو نہیں کیا، بلکہ
ایک ایسا عمل کیا ہے جس کے جواز پر قرآن اور سنت دلالت کرتے ہیں.

تو اس

طرح اس کا عادل ہونا ختم نہیں ہوجائیگا، اور نہ ہی اس سے بائیکاٹ کرنا اور اسے اس
کے منصب سے معزول کرنے کا باعث بنے گا، کیونکہ اس نے کسی حرام فعل کا ارتکاب تو نہیں
کیا، اور نہ ہی کوئی ایسا عمل کیا ہے جو اس کے عادل اور امین ہونے میں جرح کا باعث
بنے، لھذا آپ اس کے ساتھ نرم رویہ اختیار کریں، اور سب مل کر ایک ہوجائیں، اور خاص
کر اپنے اس ملک میں جہاں آپ رہ رہے ہیں، کیونکہ وہاں آپ کو اجتماعیت اور محبت و
الفت کی زیادہ ضرورت ہے.

واللہ

اعلم.